

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۹۲

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

مختصر حالات و کشفِ کرامات چشمۂ نور

حضرت سائیں نور محذوب رحمۃ اللہ علیہ

حال مزار پُر انوار . بمقام ٹنگروٹ شریف درموسم طغیانی ڈیم زیرِ آب

تحصیل و ضلع جہلم (پاکستان)



مصنف و مؤلف

خاکپائے درویشاں محمد فاضل عفی عنہ

ٹنگروٹوی فیض پوری حال ڈہانگری بالا

ڈاک خانہ خاص ، تحصیل و ضلع میرپور ، آزاد حکومت کشمیر

بار دوم تعداد 250 مطبوعہ السید پریس میرپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولد و مسکن اول بمقام چھپیر کوٹیاں اور قوم آوان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا خاندان موضع بھنب متصل پتن یعنی گزرگاہ موضع سرعہ علاقہ آزاد کشمیر سے چل کر یہاں موضع چھپیر کوٹیاں ضلع جہلم کو وارد ہوا۔

حضرت سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام میاں گوہر بخش ہے آپ پانچ بھائی ہوئے ہیں۔ فقیر محمد سائیں محمد اکبر۔ سائیں نور۔ محمد حبیب۔ محمد خان سائیں محمد اکبر اور سائیں نور رحمۃ اللہ علیہ جڑواں تولد ہوئے اور دونوں صاحب کمال ہوئے۔ ابتدائے عمر میں صحراؤں اور بیابانوں اور دریائے جہلم کے کناروں پر سیاری کرتے رہے علاقہ سنگوئی اور خود چپالہ کے سیلابی نالے کی خشک زمین پر جھونپڑیاں نصبات ہیں بسیرے کر لیتے۔ بعض اوقات بوجہ سیلاب جھونپڑی کے ارد گرد پانی آجاتا۔ لیکن مقبولان خدا اپنے مالکِ حقیقی کے ذکر و فکر اور عشق و محبتِ الٰہی میں محو رہتے۔ لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے اوائل عمر میں شتر بانی میں بھی حصہ لیا ہے۔ سائیں محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ اپنے گاؤں کے گرد و نواح میں رہ گئے۔

پھر سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وطن کو ترک کرتے ہوئے بمقام پنڈوری جو منگلا کے قریب ہے۔ اقامت پذیر ہوئے وہاں پر راجہ سعادت علی خان مرحوم اور راجہ لال خان صاحب کی والدہ ماجدہ آپ کی خدمت بجا لاتی۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی گائے کے بچھڑے کے لئے گھاس کریدا کرلاتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کہ بچھڑے کی خوبصورتی پر فریفتہ تھے کہ صانع حقیقی کی قدرت کا عجیب نمونہ ہے

ایک مرتبہ آپ گھاس تالاب کے قریب سے کرید رہے تھے وہ تالاب جو حضرت میاں بڈھا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے قریب جانب جنوب واقع ہے تالاب کی شرقی جانب سے راستہ گزرتا ہے جو پنڈوری سے ساگری شریف

کی طرف جاتا ہے۔ حضرت حافظ احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساگری شریف والے ساگری شریف سے تشریف لا رہے تھے۔ قرآن مجید کی منزل پڑھتے پڑھتے آ رہے تھے کہ متشابہ پڑ گیا تھا۔ آپ سوچ وبچار کرنے لگے تو فوری طور پر سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ آیت شریف پڑھ کر سُنا دی سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو مجاہدے اور نفس کشی کے ڈانڈے پیچھے ہوئے تھے یہ اس کی برکت تھی کہ کہیں سے بر لب دریا حضرت مہتر خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہات سے علوم لدنیہ کا خزانہ مل گیا کہ لوحِ محفوظ پیشِ نظر ہو گئی۔

کچھ عرصہ وہاں قیام پذیر ہوئے پھر وہاں سے مقام مبڑل میں جا گزین ہوئے۔ کچھ عرصہ وہاں گزار کر پھر وہاں سے ہجرت کر کے واللہ تعالیٰ اعلم کہ سلطان پور وغیرہ میں اقامت فرمائی یا نہ ہر کیف ٹنگروٹ شریف میں ورود ہوا ٹنگروٹ شریف یہ نام تیراں گاؤں پر مشتمل ہے۔ لڑہ ڈھوک ملاحاں۔ متیال۔ گالا۔ بنگھاڑی کنجیال۔ گڑھا۔ ڈھوک ششیاں ستھلہ اتلا نچلا۔ موہری۔ بیل۔ چھچھ اب بوجہ منگلا ڈیم تمام گاؤں زیر آب ہو چکے ہیں۔ صرف بیل چھچھ باقی ہیں۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب ٹنگروٹ شریف میں ورود ہوا تو ہر گاؤں میں سیر و سیاحت شروع کی حتیٰ کہ اکثر گاؤں میں بھی تشریف لے جاتے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے کہ بھیک مانگنے والا ہے آپ کسی سے کچھ سوال نہیں کرتے تھے

۲۔ ایک دفعہ موضع متیال میں یا پوش سازوں کے گھر تشریف لے گئے وہاں پر ایک بڑھیا مائی چرخہ کاتنے میں مشغول تھی۔ فرمانے لگے " ٹلیئے " اُٹھ کھڑی ہو۔ یہاں سے سوت کاتنا چھوڑ دے۔ وہ مائی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کھڑی ہو گئی سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں پر ہی بیٹھ کر سوت کاتنے لگے۔ جب کافی سوت کات چکے تو مائی کا کاتا ہوا سوت بھی اور اپنا کاتا ہوا بھی اُٹھا کر اپنے تھیلے میں ڈال لیا۔ مائی بول پڑی کہ سائیں جی اپنا کاتا ہوا سوت تو لیجاؤ میرا کاتا ہوا کیوں اُٹھاتے ہو۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بول پڑے اور کچھ گالی گلوچ بھی سنائیں اور یہ

بھی فرمایا کہ تم نے بیری کا درخت کاٹ ڈالا تھا تمہاری جڑیں بھی کٹ گئیں جب یہ بات سائیں صاحب رح کے منہ مبارک سے مشہور ہو گئی تو لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھنا شروع کیا تو عمر رسیدہ لوگوں سے پتہ چلا کہ کئی سال گزر گئے ہیں۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا تھا کہ زمینداروں نے بیری کا درخت پاپوش سازوں کو دیا ہوا تھا کہ لوگ بھی فائدہ اٹھائیں کہ خرد و کلاں بیر کھائیں گے اور تم لوگ بھی اس کے سایہ کے نیچے سلائی کا کام سرانجام دو گے۔ یہ ان کا صدقہ جاریہ تھا۔ لیکن پاپوش سازوں نے بیری کے درخت کو کاٹ کر ایک برآمدہ مسقف کر لیا۔ غیرت خداوندی کا تقاضا یہ ہوا کہ ان کے بہت سے افراد قلیل عرصہ میں ہی یکے بعد دیگرے جاں بحق ہوتے گئے یعنی مر گئے۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علم حضری سے معلوم کر لیا۔ کہ ان کے گھر کی بربادی کا سبب یہی ہوا کہ درخت بیری صدقہ جاریہ کہلاتا ہے جو صدقہ جاریہ کو کاٹنے لگتا ہے وہ خود کٹ جاتا ہے۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اس لئے ظاہر فرمائی کہ لوگ ایسے درختوں کے کاٹنے سے باز آجائیں کہ جو پھلدار درخت ہوں عوام خاص ان سے فائدہ حاصل کریں۔

۴۔ آپ نے موضع پناکھ میں بھی کچھ عرصہ اقامت فرمائی۔ پھر موضع گڑھا میں بھی کچھ عرصہ قیام پذیر رہے۔ جب موضع گڑھا میں قیام پذیر تھے تو ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت قاضی سلطان عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ چھپال شریف والوں نے احقر کے حضرت والد ماجد و مرشد ارشد رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ کا تعلق حضرت سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت قوی درجہ پر ہے اس لئے میرے مقدمہ کے لئے دعا کرائی جائے کہ مجھے فتح یابی حاصل ہو جائے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک مجددیہ کی تحصیل کے لئے بے شمار زمانہ قیام کیا حضرت جدّا مجد رحمۃ اللہ علیہ سے سبقاً سبقاً علم سلوک مع توجہات حاصل کرتے۔ ایک ایک سبق میں کئی کئی توجہات سے معمور ہوتے گاہ گاہ اپنے والد ماجد بزرگوار کی زیارت و خدمت کے لئے بھی تشریف لے جاتے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد

بزرگوار کا حکم تھا کہ گھر میں جو چیزیں غلہ نقدی وغیرہ ہیں یہ سب کچھ حضرت حافظ جی صاحب کے لنگر کی خدمت کے لئے لے جایا کرو کہ تم کو بے شمار فیوض و برکات ظاہریہ و باطنیہ ان سے حاصل ہونے والے ہیں۔ میری طرف سے عام کھلی اجازت ہے۔ آخر الامر حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر تشریف لے گئے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو راستے میں کوئی سنگی ملا کہ اس سے باتیں فرمانے لگے۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے۔ جب حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عصا یعنی درویشی لاٹھی ایک طرف سے سائیں صاحب نے پکڑی ہوئی ہے اور چھین رہے ہیں دوسری طرف سے قاضی صاحب نے پکڑی ہوئی ہے۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا۔ کہ ہم تو آئے تھے فائدہ حاصل کرنے کے لیے لیکن آپ تو ان کو ناراض کر رہے ہیں۔ اور لاٹھی دینے سے انکار کر رہے ہیں۔ قاضی صاحب نے جواب دیا کہ حضرت میں لاٹھی دینے سے انکاری نہیں ہوں صرف بات یہ ہے کہ میں نے اگر لاٹھی کو چھوڑ دیا تو میرے ہی سر پر ماریں گے۔ آخر حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ اور جب سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارکہ اعتدال پر آ گئی اور بیٹھ گئے تو قبلہ عالم حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ یہ ہمارے سنگی ہیں ان کی زمین کا مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے ان کی فتح و نصرت کے لئے دعا فرمائی جائے کہ حق حقدار کو مل جائے۔

حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے قلم دوات لاؤ۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ قلم دوات یہاں نہیں ہے گھر میں ہے فرمانے لگے کہ ٹھیکری یا کوئلہ ہی دے دو۔ جب حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش کر کے دیئے تو پتھروں پر لکیریں مارتے گئے۔ اور فرماتے جاتے کہ پانچ بیگھہ

زمین کا ان کے نام پر ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ پھر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ واقع ہی جھگڑا پانچ بیگھہ زمین کا ہے اور پھر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ یہ بات بھی پوچھ دیں کہ ایک درخواست کشمیر بھیجی ہوئی ہے اس کا کیا جواب ملے گا۔ جب حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ نے دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ چھ ماہ کے بعد جواب آئے گا۔ ان ہی کے حق میں فیصلہ ہو گا۔ وہ جواب درخواست چھ ماہ کے بعد ہی آیا اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں تھی یہ بندگان خدا کے تصرف کا حال اور یہ خدا داد قوت کے مظاہرے ہیں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اسی کی تاکید میں ہے

قلم ربانی ہتھ ولیاں دے لکھے جو من بھاوے
ولیاں نوں رب طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹاوے

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان کا بھی یہی مقصد ہے۔ پراگندہ بالوں والے خاک آلود چہروں والے جب کسی بات پر ڈٹ جائیں کہ یہ بات اس طرح ہوگی یا نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس بات کو ضرور پورا کر دیتے ہیں۔

۴۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ مدت وہاں مقیم رہے۔ پھر بمقام ماڑی تشریف لے گئے۔ وہاں کا ذکر ہے کہ ایک دن اسی گھر میں حضرت جدِّ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ غالباً وہ چارپائی غرباً شرقاً بچھی ہوئی تھی اور دوسری چارپائی غرباً شرقاً جانب جنوب تھی۔ جانب شمال اسی پر صاحب گھر والے تھے حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ سے شگفتہ مکالمہ کر رہے تھے اور تیسری چارپائی جانب غرب جنوب شمال تھی۔ اس پر حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ تشریف رکھے تھے حضرت جدِّ امجد رحمۃ اللہ علیہ کی پشت مبارک سے جانب شمال شرقاً غرباً ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی اس پر حضرت سائیں نور رحمۃ اللہ علیہ جلوہ گر تھے۔ حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ

کے وہاں تشریف رکھنے سے سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ تکلیف سی
محسوس ہونے لگی۔
حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ یہ معاملہ مشاہدہ فرماتے رہے۔ کہ
سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ دائیں ہاتھ کی مٹھی بند کرکے ہاتھ کو
الارتے جیساکہ کسی کو مارنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ جب سائیں صاحب
ہاتھ کو الارتے تو جدّ امجد رحمۃ اللہ علیہ نظر مبارک پیچھے کو پھیرتے تو سائیں
صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ کو کھینچ لیتے۔ اسی طرح کافی دیر تک یہ شغل
رہا۔ آخر حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جدامجد رحمۃ اللہ
علیہ سے عرض کیا۔ کہ شائد آپ کے تشریف فرما ہونے سے سائیں
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ اب چلنا چاہیئے
حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا ہی تھا۔ کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کھڑے ہوکر جدامجد رحمۃ اللہ علیہ سے گلوگیر ہو گئے حضرت جدامجد
رحمۃ اللہ علیہ نے سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیٹھ کے بل زمین پر لٹا دیا۔ پھر
سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ دونوں نوروں کو مار کر مجھے بھی
مارنا چاہتے ہو پھر جب حضرت جدِّامجد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قبلہ والد ماجد
رحمۃ اللہ علیہ نے گھر کی طرف مراجعت فرمائی تو حضرت جدّامجد نے حضرت
والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں کیا اشارہ
تھا۔ کہ دونوں نوروں کو مار کر مجھے بھی مارنا چاہتے ہو۔ حضرت والد ماجد رحمۃ
اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اصل حقیقت اس کی آپ جانیں یا سائیں صاحب
آپ کے توسط اور توجہ سے اس اشارہ کا مفہوم یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
صاحب رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف والے بھی دنیا سے روپوش ہو گئے ہیں
اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گڑھا شریف والے بھی پردے میں چلے گئے ہیں
دونوں نوروں سے وہ دونوں حضرات مراد ہیں حضرت جدامجد رحمۃ اللہ علیہ نے

اسی اشارہ کی توضیح کو بہت ہی پسند فرمایا اور آپ کی بصیرت قلبی سے بہت خوش ہوئے۔

۵۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ بمقام لیہڑی سکول تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ ڈاک خانہ کی چابیاں ان کے پاس رہتی تھیں اور ہندو ماسٹر صاحب تھے۔ ان کے برادر زادہ کے پاس بھی کبھی رہتی تھیں کہ ایک رقم گم ہوگئی۔ ماسٹر صاحب نے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ٹنگروٹ سائیں نور فقیر رہتے ہیں ان سے دریافت کی جائے کہ شاید وہ بتا دیں۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ جب گھر کو آئے تو سائیں صاحب کے پاس چلے گئے۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت گزرگاہ یعنی پتن کی طرف جو جنگلہ سے اترائی شروع ہوتی ہے وہاں تھے اور دریا کی طرف جا رہے تھے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ طفولیت ہی تھا۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ماسٹر صاحب کا روپیہ نقصان ہوگیا ہے۔ پتہ نہیں چلتا کہ کس نے اٹھایا ہے اور ملے گا بھی یا نہ۔

سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو تین بار تو ڈرانے اور پیچھے ہٹانے کی کوشش کی۔ لیکن پھر بھی آپ نے اصرار کو نہ چھوڑا۔ آخر فرمانے لگے جو بہت پھونکیں مارتا ہے آگ جلاتا ہے اس کے پاس ہیں۔ پھر پوچھا کہ مل جائیں گے فرمایا کچھ مل جائیں گے۔ تو ماسٹر صاحب کا برادر زادہ ماسٹر صاحب کی ہانڈی روٹی کیا کرتا تھا آگ کو پھونکیں دے، مارتا تھا۔ اس سے تلاشی لی گئی تو اکثر رقم دستیاب ہوگئی۔ اور کچھ رقم اس نے کھانے پینے پر صرف کر دی

۶۔ ایک دفعہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ گزرگاہ ٹنگروٹ پر چند کمرے بنے ہوئے تھے کہ ایک کمرہ میں سامان ڈاک خانہ رکھا ہوا تھا اور درختوں کے سائے کے نیچے ڈاک کا کام سرانجام دے رہے تھے۔ عصر کا ٹائم تھا۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ دریا میں معہ کپڑوں کے غوطے لگا رہے تھے۔ پھر نماز

کی نیت باندھ کر کھڑے ہو گئے اور قیام و رکوع و سجود میں کبھی ادھر کبھی اُدھر دیکھتے۔
بہرحال چار رکعتوں کو پورا ہی کر دیا۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں خیال
کیا تھا کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آج چار آنے دوں گا۔ سائیں صاحب
رحمۃ اللہ علیہ پاس سے گذر گئے۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ لکھائی کے کام
میں مشغول تھے۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگے چلے گئے پھر واپس تشریف
لے آئے اور فرمانے لگے وہ پیسے جن کا دینے کا ارادہ تھا دے دو۔ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ
نے فوری طور پر پیش کر دیئے۔ یہ لوگ شیشے کی مانند ہوتے ہیں علم میں یکتائی رکھتے ہیں۔
۷۔ ایک مرتبہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ ڈاک خانے کے کام میں مصروف تھے
سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ دریا کی طرف آ رہے تھے جب پاس سے گذرنے لگے تو
فرمایا کہ میرے لئے تربوز لے آنا اس موسم میں تربوز نہیں تھے۔ حضرت والد ماجد رحمۃ
اللہ علیہ کو فکر لاحق ہوئی کہ یہ تحفہ سائیں صاحبؒ کا منہ مانگا ہوا کیسے ملے گا۔ گھر
میں رات کو جب تمام افراد ہی گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ واللہ اعلم کہ جد امجد
رحمۃ اللہ علیہ وہاں موجود تھے یا نہ حضرت جدہ امجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں
موجود تھے۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کا اظہار کیا کہ سائیں
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تربوز طلب کیا ہے وہ کیسے دستیاب ہوگا۔ آپ کے برادر خورد
حافظ علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بول پڑے کہ روڑی کا ڈھیر جہاں ہے وہاں ایک بیل ہے
اس کے ساتھ تربوز میں نے دیکھا تھا۔ واقعی وہاں سے تربوز مل گیا اور حضرت سائیں صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کو منہ مانگا تحفہ پیش کر دیا۔ جو درویش غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
باطنی فیض سے سیراب ہوتے ہیں ان کے آگے زمین اور زمین کی چیزیں ہاتھ کی ہتھیلی کی
طرح سامنے ہوتی ہیں۔ حضور غوثِ زماں قطبِ دوراں کعبہ محبوبان قبلہ واصلاں صاحب
آوان تشریف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجذوب درویش غوث الاعظم سیدنا حضور غوث
پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیارے اور نظر منظور ہوتے ہیں۔
۸۔ حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں صاحب مرحوم نے لنگر کے لئے سات کنال رقبہ دیا

بعد میں شاملات دھہ سے کچھ رقبہ احبابان طریقت نے آباد کیا جو ارباب طریقت راہ سلوک اور وصول الی اللہ کی طلب کے لیے کئی مدتوں تک در آستان روحانی حکیم اور رہنماؤں کے مقیم ہو جاتے۔ جہاد بالنفس بالقلب و بالقالب مجاہدات و ریاضت شاقہ کو معمول بنا لیتے دن کو خدمت لنگر وغیرہ کام کو سنبھالتے اور رات کو نو بہابات شیخ کو حاصل کرتے اور اوراد و اذکار فرمودہ شیخ کو اپناتے۔ اسی زمانہ میں احبابان طریقت حضرت قاضی سلطان عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ چیمیاں شریف حضرت میاں حسین علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کس مار ڈاں اور میاں شاہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتح پور اور ان کے ماسوا اور احبابان بھی بنجر رقبہ کو آباد کرنے میں مصروف رہتے۔ گاؤں کے لوگ ان سے لڑتے جھگڑتے اور روکنے میں بے شمار کوشش کرتے۔ لیکن مجاہدین طالبان حق باز نہ آتے اور کہتے کہ ہم تو مرنے آئے ہیں۔ مارنے کے لیے نہیں آئے۔ کافی رقبہ ناتوڑ آباد کر لیا پھر گاؤں کے لوگوں نے کہا کہ ہم قبضہ نہیں ہونے دیں گے۔ کافی حد تک جھگڑا بڑھنے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ حضرت قبلہ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ لوگ جھگڑا کرتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ کتنا رقبہ ہے۔ پھر خود ہی فرمانے لگے کہ سات کنال ہے پھر فرمانے لگے نہیں تین بیگھہ ہے پھر فرمانے لگے نہیں نہیں پانچ بیگھہ ہے پھر فرمایا کہ آپ کے ہی نام پر فیصلہ ہے اور رقبہ آپ کا ہی ہے۔

۹ء ایک مرتبہ ایک شخص موضع بھرمٹ متصل میرپور کا آیا کہ حضور میرا بھائی فوج میں تھا۔ فوج اکثر ماری گئی ہے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ زندہ ہے یا مر چکا ہے۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ سرخ گدھی والے کا پوچھتا ہے جب کافی عرصہ گزرا تو اس شخص کا بھائی بخیریت گھر آ گیا اور کہنے لگا کہ مجھے محکمہ فوج کے گھوڑوں اور خچروں کا کام سپرد تھا وہ نوکری ادا کرتا رہا۔ خدا کے مقبول بندے کہاں تک نگاہ رکھتے ہیں کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ زندہ ہے اور خچر بانی میں کام کر رہا ہے

۱۰ء ایک مرتبہ دو ملازم کوہاٹ چھاؤنی سے گھر چھٹی آنے لگے دونوں نے ایک دوسرے

سے وعدہ کیا کہ دوران چھٹی ایک دوسرے سے ملیں گے ایک عبداللہ پور چھال کا تھا اور دوسرا روانزہ شریف کا تھا۔ چھال والے نے تاریخ بھی بتا دی کہ فلاں تاریخ کو آؤں گا وہ اس دن تاریخ کو قدرتی طور پر نہ جا سکا۔ جب دوسرے دن پنڈی سے گزرا تو خیال آیا کہ سائیں صاحب کی زیارت بھی کروں جب سائیں صاحب کے سامنے گیا تو سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے گالی بھی سنائی اور فرمایا کہ تمہارے دوست نے کل کو تمہاری تواضع کیلئے مرغی بھی ذبح کر دی اور رات کو کسی کی زمین سے تمہاری گھوڑی کیلئے ہری گندم بھی کاٹ لایا وہ چھال والا تو حیران رہ گیا آخر جب اپنے دوست سے جا کر ملاقات کی تو وہ کہنے لگا کہ بھائی میں نے کل کو تمہارے لیے مرغی بھی ذبح کر دی۔ دوسری بات کے بتلانے سے شرماتا تھا لیکن خود ہی اس نے کہہ دیا کہ میری زمین میں تو ہرا چارہ نہ تھا کسی کی زمین سے رات کو تمہاری گھوڑی کے لیے گندم کاٹ کر لایا ہوں۔ یہ خدا کے لوگ بہت گہرا علم رکھتے ہیں ان کو اللہ پاک جو کام ہو چکے ہیں یا ہونے والے ہوتے ہیں بتا دیتے ہیں۔

۱۱ کوہاٹ میں ایک صاحب لہڑی کے راجہ صاحب ملازم تھے وہاں پر ایک فقیر صاحب رنگریز تھے ان کے پاس آتے جاتے۔ مشکلات کی آسانگی اور حاجات برآری کے لیے دعائیں کراتے جب ان کی پنشن ہو گئی اور فقیر صاحب سے ملنے گئے تو فقیر صاحب نے کہا کہ اگر تم کو اب کوئی کام درپیش آ گیا تو سائیں نور صاحب کے پاس ٹنگروٹ شریف چلے جانا۔

۱۲ بارہ سال کے بعد کوئی مہم پیش آ گئی یعنی دیار طاعون سے بچنے کیلئے کوئی ذریعہ تلاش کرنا درکار ہوا۔ تو یاد آ گئی کہ فقیر صاحب کوہاٹ والوں نے سائیں نور صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جانے کو کہا تھا۔ جب وہ سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے نمودار ہوا۔ تو سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس فقیر کو گالی گلوچ نکال کر کہنے لگے نیلاری نے اس راجہ کو کس مصیبت و مشقت میں ڈال دیا ہے سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور فقیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کوہاٹ کا تعارف کہیں غوثیہ جیلانیہ بغداد میں حضور غوث

پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عشق و محبت کے بھرے ہوئے پیالے پینے کے وقت ہوا ہو گا۔ یہ لوگ روحانی تعارف نور کہتے ہیں کہ یہ لوگ باطنی فوج کے ملازم ہوتے ہیں کبھی کبھی ان کو اپنے باطنی کمانڈر کے پاس جانا ہوتا ہے۔

۱۲۔ ایک دفعہ ایک بی بی اپنی بڑھیا نابینی والدہ کو ساتھ لئے ہوئے سا ہورے گھر آرہی تھی کہ راستہ میں سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مل گئے سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پتھر اٹھا کر بڑھیا کے سر پر مارا وہ گر پڑی اور خون بے شمار بہنے لگا۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھاگ پڑے اور نابینی بڑھیا کی بیٹی پتھر اٹھا کر سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے دوڑ پڑی اور کہتی جاتی کہ تو نے میری ماں کو مارا ہے تجھے ٹھیک کرتی ہوں۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگے بھاگے جا رہے ہیں بڑھیا نے بیٹی کو آواز دی کہ سائیں صاحب کو کچھ نہ کہنا کہ میری آنکھوں کی نظر درست ہو گئی ہے۔ وہ بڑھیا سو سال سے زائد کی ہو کر فوت ہو گئی لیکن بینائی میں کچھ فرق نہ پڑا۔ بینائی آخر دم تک درست رہی۔ مقبولان خدا پاک کے اپریشن بھی عجیب قسم کے ہوتے ہیں کم عقل کی رسائی وہاں نہیں ہوتی

۱۳۔ ایک مرتبہ عرس شریف سے واپسی پر احبابِ طریقت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو سائیں صاحب مسکرا کر فرمانے لگے کہ تم تو اس تنور کے ہو۔ یعنی جدامجد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں سے ہمارا گاؤں جنوبی جانب کو واقع ہے اور جدامجد رحمۃ اللہ علیہ گھر پر یا مسجد میں تشریف رکھتے ہوئے ہوں گے تنور سے مراد عشق و محبت الٰہی کا منبع اور معدن جو اتباع رسول و سنت نبوی کا مجسمہ پیکر و نمونہ ہیں۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ اس طرف تھا کہ تم لوگ اسی عشق الٰہی کی کٹھالی اور بھٹی سے معمور ہوئے ہیں جس سے ماسویٰ اللہ کو جلا کر راکھ کر دیا۔ بجز ذکر الٰہی اور سنت رسول کے کچھ باقی نہ رہا۔

۱۴۔ حضرت جدامجد رحمۃ اللہ علیہ گاہ گاہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کیلئے تشریف لے جاتے ایک مرتبہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جوؤں کو پکڑ کر گرو کو ہاتھ سے مل کر بیچ میں جوؤں کو رکھ کر گولی بنا کر پھینکتے جاتے۔ حضرت جدامجد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی جلالیت سے فرمایا کہ ظالم یہ کیا کر رہا ہے۔ سائیں

صاحب رحمۃ اللہ علیہ بول پڑے کہ کیا یہ ٹھیک نہیں ہے - جد امجد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں نہیں
پھر سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ شغل چھوڑ دیا۔

۱۵ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص عقیدتمندوں سے سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آگے کچھ تحفہ پیش کرنے لگا اس آدمی نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں پہچانا تھا۔ تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ تمہارے ہدیے کے یہ مستحق ہیں۔ پھر وہ شخص شرمندہ ہو کر معذرت پیش کرنے لگا کہ میں نہیں پہچان سکا۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بزرگوں کا خاص خیال رکھتے۔

۱۶ ایک دفعہ مولوی کرم الہی صاحب مرحوم کلیال والے بمعہ مولانا صاحب (لدڑوی) رحمۃ اللہ علیہ گدڑاری کسی شرعی فیصلہ کے لیے جا رہے تھے - مولوی کرم الہی صاحب تفسیر جلالین پڑھا کرتے تھے۔ مولوی کرم الہی صاحب کہنے لگے کہ فقیروں کو علم باطنی ہوتا ہے۔ میں آزمائشی طور پر سائیں صاحب کے آگے تفسیر رکھتا ہوں وہ مجھے مطلب سمجھائیں گے۔ جب مولوی کرم الہی صاحب نے تفسیر کھول کر آگے رکھ دی کہ مجھے اس کا مطلب سمجھا دیں تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عَذَابٌ عَظِیْمٌ کی آیت کی تفسیر کے نیچے انگلی رکھ کر فرمایا کہ لکھا ہوا ہے سو میرے مَیْتِنی مَیْتِنی کٹ - مجذوبی حال میں جواب دیا کہ اچھے عمل کماؤ ورنہ بہت بڑا عذاب ہو گا۔

۱۷ ایک دفعہ ایک مولوی صاحب حاضر خدمت ہوئے تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انکو کہا۔ اے پاپوش ساز۔ مولوی صاحب کو ناگوار گزرا۔ لوگ سمجھے کہ شاید مولوی صاحب کی کوئی اور ذات یا قوم ہے بعد میں پتہ چلا کہ مولوی صاحب کا سارا خاندان یہی کام کرتا رہا

۱۸ ایک مرتبہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک عمر رسیدہ آدمی سے بیان کرنے لگے کہ رات کو میں ایک بڑی آفت سے لڑتا رہا ہوں کبھی وہ غالب کبھی میں غالب آتا رہا ہوں آخر میں نے اس پر غلبہ حاصل کیا اور اس کو بہت دور دھکیل آیا ہوں بعد کو معلوم ہوا کہ وہ وباء طاعون تھی کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بھگا دیا اور گوجرخان کے علاقہ میں چلی گئی - اور وہاں اپنا اثر ظاہر کیا

۱۹۔ ایک مرتبہ پیر روشن دین صاحب رحمتہ اللہ علیہ سرکار زلفاں والے حضرت صاحب چورہ شریف کے صاجزادہ صاحب ہیں وہ ملکاں کے گاؤں میں متصل ڈڈیال پڑھا کرتے تھے وہ جب سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گئے تو سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہو حضرت صاجزادہ صاحب نے جواب دیا کہ آپکی زیارت کیلئے آئے ہیں سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ آپ نے لاہور کو جانا ہو گا۔ اتفاقاً اعتکاف آ گئے ہیں واقعی صاجزادہ صاحب نے لاہور کو ہی جانا تھا۔

۲۰۔ حضرت قبلہ عالم والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ سرکار اعلیٰ حضرت غوث زماں قطب دوراں کعبہ محبوباں حضرت صاحب آداں شریف رحمتہ اللہ علیہ کی حضور میں حاضر تھے تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کے گاؤں میں ایک اور فقیر نہیں ہوتا۔ والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ نے جواب میں تھوڑا سا توقف کیا تو حضور رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ سائیں نور نہیں ہوتا عرض کیا کہ سرکار ہیں تو حضور فرمانے لگے کہ اس کے پاس بھی جانا چاہیئے والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اگر ان کے پاس جانا ہوتا تو پھر یہاں کیسے آتے۔ فرمانے لگے کہ تم کہتے ہونگے کہ شریعت کا پختہ نہیں ہے عرض کیا حضور یہ بات تو ظاہر ہے کہ ظاہراً احکام شریعہ تو ادا نہیں کرتے۔ غریب النواز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گو وہ شریعت کا پختہ نہیں ہے لیکن نفس کا پختہ ہے۔ شریعت کی تعلیم دینے والے بہت مل جاتے ہیں لیکن نفس کی تعلیم دینے والا کوئی کوئی ملتا ہے۔ اسلیئے ضرور جانا ہو گا پھر بھی والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ نے یوں عرض کیا کہ ہماری بھی وہاں سفید پوشی بنی ہوئی ہے سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ مجذوب ہیں وہ لوگوں کو مارتے بھی ہیں اور گالی گلوچ بھی نکالتے ہیں غریب النواز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب کیسے مارے گا ضرور جانا ہو گا آپنے ان سے کچھ لینا نہیں ہے صرف جانا ہی ہے کچھ دن کے بعد حضرت والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ کو گھر آنیکی اجازت ہو دعائے خیر ہوئی۔ تو جب گھر پہنچے تو رات بسر کرنیکے بعد صبح کو حضرت سائیں نور صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا۔ جب سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قرب وجوار میں پہنچے تو سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھ لیا اور فرمانے لگے کہ دیکھو جو یہ آ رہے ہیں یہ میری حضرت صاحب سرکار آداں شریف رحمتہ اللہ علیہ

سے شکائتیں کرتے رہتے ہیں کہ سائیں نور گالی دیتا ہے اور کلہاڑیاں مارتا ہے لاٹھیاں مارتا ہے میں نے تو کبھی بھی ان کو نہ گالی دی ہیں اور نہ لاٹھیاں ماری ہیں یہ مجھے حضرت صاحب سے مروانے پڑوانے لگے تھے ان کی سزا یہ ہے کہ دھوپ میں کھڑا کیا جائے جب حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کلمات سن لیئے تو خود ہی دھوپ میں کھڑے ہو گئے تب سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو انکے قرب و جوار میں لوگ بیٹھے ہوئے تھے انکو اٹھانا شروع کر دیا جب تمام لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا تو پھر دونوں ہاتھوں میں لاٹھیاں لیئے ہوئے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھتے چلے آئے جب قریب آ گئے تو لاٹھیوں کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور دائیں ہاتھ سے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور ساتھ ساتھ لینے گئے پھر اپنی چارپائی پر بٹھا کر سالکوں کی طرح تعلیم دینے لگے کہ جس آدمی کو روزمرہ کی چوبیس پچیس ہزار کی آمدنی ہوتی ہو وہ بادشاہ نہیں ہو جاتا۔ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ بات میری سمجھ میں آ گئی تھی لیکن تقاضا ادب یہی تھا کہ خاموشی بہتر ہے پھر سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ وہ بادشاہ ہو جاتا ہے اور فرمایا کہ یہ بات یاد میں رکھنا اس بات میں اشارہ تھا کہ سلوک مجددیہ کے اسباق میں بھی سستی اور کاہلی کو نہ آنے دیں معمولات مشائخ کرام نقشبندیہ مجددیہ کو سنبھالتے اور اپناتے رہا کریں اور پھر فرمانے لگے کہ جس آدمی کا روزمرہ کا چوبیس ۲۴ پچیس ۲۵ ہزار کا نقصان ہو وہ [illegible] کنگال خالی ہی ہو جاتا ہے۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس بات کو بھی ہم نے خوب سمجھ لیا تھا لیکن ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے سکوت کو اختیار کیا پھر سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ یہ بات بھی یاد میں رکھنا کہ اسکے پاس کچھ بھی نہیں رہتا۔ اور خالی ہو جاتا ہے اسکے بعد فرمایا کہ میرے پاس بھی آیا کرو۔

عا۱ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنا شروع ہو گیا۔ جب آتے تو کھانے کیلئے کوئی چیز لاتے سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے اگر ضرور کوئی چیز لانا ہی چاہتے ہو تو پانی چھوٹے برتن میں یا بڑے برتن میں بھر لایا کریں۔ پھر حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ جب تشریف لاتے تو پانی بھر لاتے۔ پھر حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہات سے

بخارات شروع ہو گئے پھر کچھ دن حاضریوں میں بھی ناغہ ہونے لگا۔ بخارات کی بہت شدت تھی۔ ایک دن سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں زیارت سے مشرف فرمایا اور فرمایا کہ آپ کہتے ہونگے کہ مجھے سخت بخار ہو رہا ہے مجھے تو دیکھو کہ آپ سے زیادہ بخار ہے۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب خواب میں سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بازو پر ہاتھ رکھا تو کئی گنا انکو زیادہ بخار تھا۔ پھر بخار سے جب افاقہ ہوا تو والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کیلئے تشریف لیگئے تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ آ گئے ہو۔ میں تم کو لاہور بھیجوں گا۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا میں تو اودان شریف جاؤں گا فرمانے لگے کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ چلتے پھرتے تھکتے نہیں ہیں گھوڑے کی رفتار رکھتے ہیں اچھا جب اودان شریف جانا ہو تو میرے پاس سے ہو کر جانا جب والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اودان شریف کا ارادہ کیا تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اودان شریف جا رہے ہیں تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسی سن کی لے کر تین گرہ لگائیں اور حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے گلے میں باندھ دی اور کہا کہ تین دروازے کھول دیئے ہیں۔ کسی دو کان پر جا کر دے دینا جب حضرت قبلہ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سرکار اعلیٰ حضرت صاحب اودان شریف رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاضر ہوئے تو حضور غریب النواز رحمۃ اللہ علیہ نے سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حال دریافت فرمایا کہ سائیں نور کا کیا حال ہے اور تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ خیریت سے ہیں اور ہم سے بہت مہربانی کے ساتھ پیش آئے ہیں تو حضور غریب النواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کچھ کہا تو نہیں ہے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ سن کی رسی میں تین گرہ لگا کر گلے میں ڈال دی ہے اور فرمایا کہ تین دروازے کھول دیئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ دروازے کونسے ہیں اور دوکان پر جا کر دے دینا۔ یہ کلمے زبان پر لانے سے پہلے معلوم ہو گیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس سے مراد ہیں پھر کافی دن حضور رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاضری رہی۔ پھر گھر آنے کی اجازت جب ہونے لگی تو غریب النواز رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی برکتیں اور سائیں نور صاحب

کی برکتیں تمہارے نصیب فرمائے اور میں بھی حاضر ہوں۔ یعنی گمشدہ لی تین گرہ کا مفصل بیان ظاہر فرما دیا۔ کہ تین چشمہ کا فیض مراد ہے اور پھر حضور غریب النواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سائیں نور کو سلام دے دینا۔ وہ سنگی اسوقت حضور کی خدمت میں اور تھے وہ بھی کہنے لگے کہ ہمارا سلام بھی دے دینا۔ جب والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لائے تو پھر سائیں نور رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ گاؤں میں گشت لگا رہے تھے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سلام پیش کیا تو تھوڑی دیر کے بعد سلام کا جواب دیا۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں خیال کیا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سلام پیش کریں تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسکرا کر کہنے لگے کہ وہ سلام تو اسی وقت پہنچ گیا کہ جب انہوں نے دیا باقی دو سنگیوں کے سلام کا جب والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے خیال فرمایا کہ وہ پیش کریں تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لاٹھی سے تین ٹھوکریں زمین پر لگائیں۔ کہ تینوں کے سلام ہیں۔

۲۲ ایک مرتبہ ایک مجذوب صاحب جو بڑے کشف و کرامات کے مالک تھے اور مستجاب الدعوت میں سے تھے۔ منٹگمری شریف تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ نور کو کہہ دو کہ نذرانہ پیش کرے۔ جب سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت اصرار کیا گیا تو آپ نے جوتا کا تلوا دکھایا۔ فوری طور پر وہ فقیر صاحب بھاگ پڑے۔ فقیر صاحب نے معلوم کر لیا کہ یہ صاحب مجھ سے قوۃ تصرفات میں زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔

۲۳ ایک مرتبہ آپکے بڑے بھائی حضرت سائیں محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہ جن کا دربار گنبد شریف بمقام خرد متصل چٹالہ جہلم چھاؤنی سے مغربی جانب کچھ کوس کے فاصلے پر تعمیر شدہ ہے وہ اپنے بھائی سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آئے تھے۔ لباس انکا بہت نفیس تھا جب لوگ صورت کو دیکھتے تو یہ کہتے کہ یہ سائیں نور صاحب ہیں جب لباس کو دیکھتے تو شک میں پڑ جاتے۔ سائیں محمد اکبر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت کوشش فرمائی کہ ملاقات ہو جائے لیکن سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسطرف نظر ہی نہ کرتے۔ آخر سائیں محمد اکبر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ناکام ہوکر واپس ہونا پڑا۔ کچھ فاصلہ پر موضع پیناکھ کی زمینوں میں جہاں پھلاہی کے درخت تھے سڑک کے کنارہ پر تھوڑی دیر کیلئے قیام فرمایا۔ پھر ایک

درخت سے گلے لگا کر لپٹ کر ملاقات کی۔ حقیقت میں وہ ملاقات سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سائیں محمد اکبر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو بڑدان تولد ہوئے

۲۴ ایک مرتبہ فوجی ملازموں کو کوئی تکلیف پیش آگئی ہر ایک نے اپنے اپنے پیر خانہ میں خطوط حصول دعا کیلئے ارسال کیے ایک ان میں سے الیبا آدمی تھا کہ کسی سے رسم بیعت مسنونہ ادا نہیں کی تھی لیکن سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت ہی عقیدت رکھتا تھا سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو خواب میں کہا کہ تم مت فکر کریں میں تمہارے لیے دعا کروں گا مطمئن رہیں۔ واقعی ہی وہ شخص اپنے مقصد کی برآری میں کامیاب ہوا۔

۲۵ سائیں نور رحمۃ اللہ علیہ ان طالب علموں سے جو کہ حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ سے درس قرآن مجید وغیرہ حاصل کرتے تھے۔ خوش طبعی بھی کیا کرتے طالب علم جب روٹی کے لیے گاؤں میں جاتے تو ڈرتے ڈرتے جاتے کہ سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہیں نہ مل جائیں۔ راستہ بدل کر اگر جاتے تو بھی ناگہاں وہاں ہی پہنچ جاتے طالبعلم سالن ترکاری کے لیے پیالے ساتھ لے جاتے تو بعض موقع پر ان سے پیالے چھین کر پیشاب کرتے۔ پیشاب سے بھر کر دیتے۔ بعض طالب علم گستاخانہ کلمات بھی استعمال کرتے لیکن سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بغیر مسکرانے کے کچھ نہ کہتے،

۲۶ ایک مرتبہ مولانا محمد عبد اللہ صاحب لڈڑدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ خوانی کیلئے تشریف لیگئے۔ عشاء کے بعد مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ حضرت سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلنے کا خیال ہے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ بمعہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ چل پڑے جب اس گاؤں کی حدود میں پہنچے جہاں اب سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے باوجود رات طاری ہونے کے اپنے خادم کو کہ عبد اللہ نامی تھا۔ مولانا صاحب کا نام بھی بتلایا کہ وہ آرہے ہیں جب سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکان کے صحن میں زمین پر ہی تشریف رکھتے تھے سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کیلئے پیڑہ لائے۔ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے وہ پیڑہ مولانا صاحب دے دیا۔

پھر وہ دوسرا پیڑا لایا حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے تقاضائے ادب حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ زمین پر جلوہ گر ہیں۔ بیٹھنے سے انکار کیا تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بول پڑے کہ آپ بھی ضرور بیٹھیں۔ پھر والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ الامر فوق الادب کے قانون کیمطابق بیٹھ گئے پھر سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا صاحب کو نام لیکر بلا کر کہا کہ آکر مٹھی چاپی کریں۔ مولانا صاحب خوب زور لگا کر مٹھی چاپی کر رہے تھے اور سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ تم نے تو ککڑی کی طرح مجھے کچل ڈالا ہے پھر سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ علم کتنے ہوتے ہیں ۲ یا ۳ یا ۱۴۔ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ معلوم کر گئے کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوئی سوال علم باطن کا کرنا چاہتے ہیں مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کہہ دیا کہ اگر تین سو ساٹھ علم بھی ہوں تو بھی قرآن حکیم کا حق سمجھ میں نہیں آسکتا پھر سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جسم کیطرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ قرآن کی کاٹھی ہے یا گھوڑے کی پھر فرمانے لگے کہ بہت حلوے وغیرہ نہیں کھانے چاہئیں تو مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر ایسی غذائیں نہ کھائیں تو پھر دین کی خدمت کیسے بجا لائیں۔ جب سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے الوداع ہو کر واپس آئے تو حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھنے لگے کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ بات فرمائی ہے کہ کیا قرآن کی کاٹھی ہے یا گھوڑے کی کاٹھی ہے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا معلوم نہیں کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کون سا راز اس میں مضمر ہے کہ ظاہری طور پر یوں سمجھ میں آیا ہے کہ میرے جسم کو دیکھو کہ قرآن مجید کے حکم کے مطابق نفس کو مارا ہوا ہے نہیں گھوڑے کی کاٹھی سے مراد نفس کو بیتاب کرنا رکھانا مراد ہے۔

۲۷۔ ایک مرتبہ مولانا حکیم مولوی حیات علی صاحب رتہ والے حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس معہ ایک سید صاحب حاضر ہوئے سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں سے نام پوچھے جب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتلایا تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ فرمانے لگے کہ تو چھتری والا شاہ ہے تو شاہ صاحب نے بتلایا کہ آج سے بارہ سال پیشتر

یہ واقعہ پیش آیا کہ دریا چولکھ کے سیلاب سے مجھے کہیں کنارہ لگنے نہ دیا تو قدرتی طور پر میرے پاس چھتری تھی اس میں قدرت نے ہوا بھر دی پھر زور سے تند ہوا آئی جس سے میں بمعہ چھتری دریا کے کنارہ خشکی پر جا پڑے اور چھتری میرے ہاتھ میں تھی میں ڈوبنے سے بچ گیا۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ما کان کی بات بھی بتا دی پھر سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ تم سے کوئی نماز پڑھا سکتا ہے دوپہر کا وقت تھا دونوں نے انکار کردیا فرمانے لگے آیئے میں پڑھاتا ہوں۔ دونوں پیچھے کھڑے ہو گئے۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کی نیت باندھ کر اللہ اکبر کہہ دیا اور قرآن مجید مختلف مقاموں سے پڑھنا شروع کیا اور مولانا فرماتے تھے کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ایسے کلمات اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے پڑھے کہ نہ آنکھ نے کسی کتاب میں دیکھے اور نہ کان سے کسی سے سنے یہ معلوم ہوتا تھا کہ لوح محفوظ سے پڑھ رہے ہیں کافی دیر تک قیام میں رہے ہمارے پاؤں تو ورم کرنے لگے پھر سائیں صاحب فرمانے لگے کہ تم تھک گئے ہو پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے گئے وہاں بھی بے شمار کلمات لذیذ پڑھے۔ پھر فرمانے لگے تم کو تھکاوٹ آگئی ہے پھر دونوں طرف سلام پھیر کر کہنے لگے کہ اچھا چلے جاؤ۔ سجدہ اسلیئے نہ کیا کہ وہ دونوں صاحب باوضو نہ تھے۔ صرف سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ڈر سے کھڑے ہو گئے تھے بے وضو سجدہ کرنا جرم تھا۔

۲۸ بمقام مارڑی اس مسجد میں اس زمانہ میں حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے مسجد کے قریب ایک مائی رہتی تھی وہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر آجائیں تو انکی بھی خدمت گذار تھی۔ اور حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ کی بھی خدمت کرتی ایک رکابی مسجد میں رکھی ہوئی تھی اس میں سالن وغیرہ ڈال دیتی تھی دونوں میں سے جو آئیں۔ اسی رکابی میں دیتی تھی ایکدن سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ مائی بڑھیا کو کہ میری فقیری تو اس رکابی میں تھی۔ تم کیوں سالن وغیرہ اسی رکابی میں انکو دیتی ہے میرا جو کچھ تھا اسی رکابی میں تھا۔

۲۹ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کیلئے

چھتری

تشریف لے گئے وہ آخری مرض الوداع کرنیوالی تھی حضرت سائیں صاحب کو مرض پیچش اور بخار شدید لاحق تھا اور اس قدر غشیت الٰہی میں منہمک رہتے کہ فرماتے تھے کہ معلوم نہیں کہ بخشے گا یا کہ نہیں والد ماجد حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس حال میں بھی حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رضا جوئی و فیوض و برکات کا انعام حاصل کر لیا۔ بوجہ پیچش اسی جگہ پر قضا حاجت یعنی بول براز کرتے اور ساتھ ہی پانی سے استنجا بھی کر لیتے وہاں پر کافی حد سے زیادہ کیچڑ ہو گیا تھا لیکن والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے خشک مٹی ڈال کر کیچڑ کو خشک کر دیا اور پھر وہاں سے کیچڑ کو کافی فاصلہ پر جا کر پھینک آئے حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے حد بے شمار خوش ہوئے اور حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حال میں روئی کو تارامیرا کے تیل میں تر کر کے آنکھوں میں بتی بنا کر پھیرتے۔

۲۰ ایک حاجی صاحب نے بیان کیا ہے کہ میرا چچا زاد بھائی بیمار تھا میرے والد صاحب حضرت سائیں نور رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دعائے صحت سلامتی بچہ کے لیے تشریف لے گئے دن بھر پاس گھومتے پھرتے رہے جب عصر کا ٹائم قریب ہوا تو والد صاحب نے ڈرتے ڈرتے بچہ کی بیماری کا اظہار کیا تو سائیں صاحب سن کے پدھر کات رہے تھے ایک پدھر کو لیکر چند گرہ دیں بچہ اسی وقت گھر میں صحت یاب ہو گیا۔

۲۱ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمایا کرتے کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرتہ بھی پہنتے اور کمر کی چادر اس قدر ہوتی کہ زانوں ڈھانپ رکھتے اور سر مبارک کے بال ہمدہ کیطرح گنجان ہوتے کبھی عمر بھر بھی کنگھی کو نہیں پھیرا اور سر کا بال اس قدر ظاہر میں میل کچیل سے بھرا ہوا تاکہ اگر نچوڑا جاتا تو میل کے قطرے ٹپکتے۔

حضرت سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سن پیدائش تو معلوم نہیں ہے لیکن وصال شریف ۵ ذوالحجہ ۱۳۳۶ھ ہجری المقدس میں ہوا۔ مطابق ۱۹۱۷ء وصال کے دن بے شمار بارش شروع ہو گئی تھی جو بہت دنوں تک آسمان کی آنسو جاری رہی کہ موسم باجروں کا تھا کہ کھلاڑیوں میں ہی دانے بنا انگور لائے آپ کی قبر مبارک پانی بارش سے بھری جاتی پھر صندوق تیار کر کے صندوق میں جسم اطہر کو رکھ کر قبر میں دفن کر دیا گیا۔ حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے پیا کھہ تشریف والے فرمایا کرتے

تھے کہ جب سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار کیا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ زندہ ہیں عمر مبارک آپ کی غالباً اسی سال یا اس سے کچھ کم یا زیادہ ہوئی ہوگی۔

ڈنگرودٹ کو شریف اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں پر بر لب دریا جہاں پر حضرت سائیں نور رحمۃ اللہ علیہ کی مزار شریف ہے اس سے کچھ فاصلہ پر مشرقی جانب بابا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مزار شریف واقع ہے موضع ٹنگرودٹ کے اکثر مواضع انکی اولاد ہیں اور بہت دور دراز تک ان کی اولاد پھیلی ہوئی ہے دینہ کے قریب جاٹھ پنہڈ وغیرہ ان کی اولاد ہیں بلکہ وہ لوگ اپنے جدِ اعلیٰ کی قبر پر نذر و نیاز بھی آکر ادا کرتے پھر حضرت جد امجد دادا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری و باطنی علوم و فیوض و برکات کے دریا بہا دیئے۔ تشنگانِ علوم ظاہریہ و باطنیہ دور دراز سے سفر طے کرتے ہوئے اپنا اپنا نصیبہ حاصل کرتے رہے کوئی ناظرہ خواں ہوا اور کوئی حافظ قرآن اور کئی لوگ ولیوں کی ولایت کو حاصل کر کے یہاں ہی شریعت اور طریقت کے باغ لگا دیئے اور ان لوگوں کے ادب و احترام کا تقاضا تھا کہ ٹنگرودٹ شریف کہہ کر پکارتے اور پھر سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے ٹنگرودٹ شریف کو چار چاند لگ گئے۔ اور زیادہ شہرت پذیر ہوا۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کا بیان۔

۱ حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی فیض حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار حاصل کیا۔ بعض وقت سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ یوں فرمایا کرتے کہ ان میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے دنیا کا کام انکے نصیب میں بھی نہیں ہے اور میرے نصیب بھی نہیں ہے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپکو اس قدر نفس خیال کیا ہوا تھا کہ جب کوئی چیز کسی وقت کھاتے تو لذت یا ذائقہ سے نہیں کھاتے بلکہ جلدی سے نگل جاتے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ مجذوب فقیروں سے سائیں نور رحمۃ اللہ علیہ کا قلبی شیشہ اس قدر صاف و شفاف تھا کہ کسی گذرے ہوئے حال کو بیان کیا یا آئندہ کی کوئی خبر بیان فرمائی ذرا بھر بھی فرق نہ آیا۔

۲۔ سائیں غلام نبی صاحب بمقام کوٹ دھیکھ کا ہوا ہے اسکو بھی سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فقیری کے کورس میں لگایا تھا اسکا ابتدائی حال یہ تھا کہ گلی کوچوں میں زمین پر پڑا رہتا جب بارش برستی تو گلیوں کے پانی میں ڈوب جاتا اور مال مویشی اوپر سے گزرتے رہتے کھانے پینے سے نفرت پھر کچھ مدت کے بعد کھاتا پیتا بولنا شروع کردیا پھر وہ جلدی ہی ختم ہوگیا۔

۳۔ سائیں کالو صاحب بمقام سیب کا باشندہ تھا اس پر بھی سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت مہربان تھے لیکن نہر کے کنارہ پر سویا ہوا تھا جب کروٹ بدلی تو نہر میں جا پڑا۔

۴۔ چچا میاں محمد نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رات کو جایا کرتے تھے سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انکو بطور تبرک پارچات بھی عطا فرمائے ایک دفعہ رات کو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے الوداع ہو کر چلے رات اندھیری تھی تو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اگر راستہ میں ڈر محسوس ہو تو حافظ اور نور دونوں بھائی ہیں انکو پکارنا حافظ سے حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ مراد تھے اور نور سے مراد سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مراد تھے یعنی تمہارے لیے دونوں فریاد رسی کرینگے اور امداد کو پہنچیں گے۔

۵۔ حضرت سائیں نفل صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت سائیں نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد وصال کے تشریف لائے۔ غالباً انکو سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں زیارت بھی نصیب نہیں ہوئی لیکن سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور پر ایسے یقین سے گوشہ نشین ہوئے کہ اپنا نصیب باطنی پورے طور پر حاصل کرکے اٹھے اور انکی بھی بیشمار کرامات ہیں حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ بہت گہرائی والا فقیر ہے بہت اونچی پرواز والا ہے۔ آخری انکی آرام گاہ موضع کلیال میں ہے جو اپنا اصلی وطن ہے اور پیدائشی گاؤں ہے وہ کلیال جو بدہال کھاڑک کے متصل ہے۔

نوٹ

جو لوگ ٹنگروٹ شریف سے بوجہ جہلم منگلا ڈیم دوسری جگہوں پر قیام پذیر ہوئے یا سلسلہ ملازمت میں معروف بہت رکھتے ہیں اور ان لوگوں نے یا انکے باپ دادوں نے

حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں یا گالی گلوچ یا مار کوٹ سے فائدے حاصل کیئے ہیں انکو حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ اگر ہوسکے تو ہر جمعرات کو ورنہ ہر سال کے بعد عید ۵ ر ذوالحجہ یعنی بڑی عید کے چاند کی پانچ تاریخ آجائے تو حسب طاقت ختم دلوانا ضروری ہے ختم قرآن مجید پڑھکر یا پڑھا کر مل جل کر یا اکیلے کچھ کھانا پکاکر ایصال ثواب کیا کریں۔ حضرت سائیں نور رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی تاریخ بھی لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے ۵ ر ذوالحجہ شریف ۱۳۳۶ھ اور ۱۹۱۷ء میں وصال شریف ہوا۔

حضرت دادا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یعنی حضرت حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹنگروٹ شریف کا وصال ۳ ر ربیع الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء بروز جمعہ ہوا اور آپکی تدفین ٹنگروٹ شریف میں ہی ہوئی آپکا مزار پاک برلب دریا ہے ہزاروں زائرین حاضری کا شرف حاصل کرتے تھے آج کل آپکا مزار بوجہ پانی جہیل منگلا ڈیم زیر آب ہے۔

تاریخ ارتحال باکمال و وصال باذوالجلال والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ تاریخ ۶ ر ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ ۱۵ ر اگست ۱۹۶۴ء مطابق ۳۱ ر ساون ۲۰۲۱ بکرمی بروز ہفتہ ۱۲ بجکر ۲۵ منٹ پر ہوا اور تدفین بروز اتوار بوقت مغرب نقل مکانی تابوت شریف بوجہ جہیل منگلا ڈیم فیض پور شریف سے بمقام ڈہانگری بالا (نیو فیض پور شریف) کو پورے تین سال بحساب قمری تدفین سے لیکر یوم نقل تابوت تک گذرے تین سال کے بعد حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل کیا گیا وجود باوجود صحیح و سالم تھا۔ ہزاروں افراد نے زیارت حاصل کی اور ہزاروں افراد نماز جنازہ میں شامل ہوئے

تاریخ نقل مکانی تابوت شریف بروز اتوار ۷ ر ربیع الاول ۱۳۸۷ھ ہجری المقدس ۱۶ ر جون ۱۹۶۷ء مطابق یکم ر ساون ۲۰۲۴ بکرمی ہے

تمت بالخیر

عرضِ حال از صوفی طالب حسین فیض پوری)

سائیں نور پر نور ٹنگروٹ اندر جیھتے بابا جی فیض رسان لبھے — کامل مرد [redacted] عالی شہباز ولایت پردان لبھے

کیتے احوال سے جمع سرکار میری نسبت دے الڑی داستان لبھے — کر کے کوششاں ہوئی نوشت جدوں چھاپن دے الڑے ایہہ انسان لبھے

پہلی بار ہزار نی غلطیاں اندر خالی صفحہ نہ کوئی آسان لبھے — ہوئی کار بیکار پریس اندر جیھیے مول کوتو جہ نہ آن لبھے

کیتی چوڑ چوپٹ برباد محنت یا کوئی کاتب نواں انجان لبھے — وقت آخری یک لکھان اوہیں سدھی کار نہ صحیح زبان لبھے

دوجی وار تیار چھپان کارن مولا غلطیوں پاک امان لبھے — چھاپن والیاں دیکھ ہدایت آپے تربت طالب حق بیان لبھے

ذکر و رشان ٹنگروٹ شریف

از بزبان: صوفی محمد طالب حسین خادم آستانہ عالیہ فیض پور شریف (ڈھانگری) میرپور

واہ واہ پنڈ ٹنگروٹ شریف یار سوہنی نگری یکے یار دی اے — نکڑے جھنڈ گرنڈ پلاہ کیکر کہندے کھیر کھلار کھلار دی اے

وڈا نکڑ ایں دریا وہندے لہندے نشان ستار غفار دی اے — ڈھکی رہی ڈنگروٹ دی فخر اندر جوڑ ولی اللہ سچیار دی اے

روضہ ڈیبا جھیل ہے ضیا کہندے دیس دسے لہرا ں مار دی اے — ٹھیے ٹیلیاں والڑے دلیں اندر چھٹی کرن نوار انوار دی اے

پایا جسم حضور دی جد امجد کلی کھل پئی کھل گلزار دی اے — اٹھی گونج صدا صدا سوہنی وڈی منان اعلیٰ سرکار دی اے

حضرت خواجہ جی ہوئے ظہور ایتھے بیٹھے پنڈ کہندے غمخوار دی اے — میرے پیر جھیے پاٹی پیدائش ایتھے عجب نشان مولا کرتار دی اے

نقشبند مجدد دی فیض کامل نسبت قادری ہوئے سرکار دی اے — اٹھی یک بیک صدا ایتھوں گونجی جگ سار عاصی تار دی اے

نالے درس تے نالے دیدار یار و تار رحمت رب غفار دی اے — چلیا فیض سرکار سرکار دھیدی لگی چھپ تے سیک سرکار دی اے

میرے بابے تے دادا جی پاٹی برکت لٹی اساں ٹھنڈی ج بہار دی اے — ہویا جگ روشن شمع حق ایتھے رہندی طالباں طلب دیدار دی اے

کامل اکمل ولی فقیر بابے لایاں رونقاں ایس زمین اتے — پیا جد ٹنگروٹ دے ٹیلیاں نوں ہو یا وردھ لبین اتے

کلمہ قلب دی تار ستار جوڑی لوڑی راہ امین امین اتے — شمع نور پر نور معمور ازلی چمکی جگ سارے عالمین اتے

پاک عرب ایران عراق اندر ہند سندھ نے چین ماچین اتے — چشمے فیض جھیں ہون سیراب عاصی گا ذوق شراب دے بین اتے

ہو یا جام شراب جھتیں وحدت طاری ہلکہ تاثیر نشین اتے — کاما ہر شراب دے کر شوق پیتی ہوئے مست الست معین اتے

کھٹے عشق محبوب دے ہوئے بسمل رکھن نظر جمال یکے دین اتے — جیہاں جھنڈڑی دی سنوار سوہنی آفرین اناندڑے یقین اتے

پائی راحت اطاعت ولایت طالب ہو یا رحمتاں عاشقین ہمتاں اتے